



## سوال

(87) بدعت کی وضاحت اور عید میلاد کا حکم

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم ان اہل بدعت کی کس طرح تردید کریں جو اپنی بدعات کے سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ

«مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ شَيْئًا حَسَنَةً» (صحیح مسلم، الزکاۃ، باب الحث علی الصدقہ ولو بشق تمرۃ، ح: ۱۰۱۷)

”جس نے اسلام میں کوئی بھلا طریقہ شروع کیا“

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ جس نے یہ فرمایا ہے:

«مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ شَيْئًا حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا» (صحیح مسلم، الزکاۃ، باب الحث علی الصدقہ ولو بشق تمرۃ، ح: ۱۰۱۷)

”جس نے اسلام میں کوئی بھلا طریقہ شروع کیا، اسے اس کا اور اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرنے والوں کا اجر و ثواب ملے گا۔“

اسی ذات گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:

«عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْتَدِينَ مِنْ بَعْدِي، وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدِّثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحَدِّثَةٍ بَدْعٌ، وَكُلُّ بَدْعٍ ضَلَالَةٌ» (سنن ابی داؤد، السنن، باب فی لزوم السنن، ح: ۳۶۰۷ و سنن ابن

ماجر، المقدمۃ، باب اتباع سنن الخلفاء الراشدين المهديين، ح: ۲۳)

”تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو... اور نئے نئے امور سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

لہذا آپ کے فرمان:

«مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ شَيْئًا حَسَنَةً» (صحیح مسلم، الزکاۃ، باب الحث علی الصدقہ ولو بشق تمرۃ، ح: ۱۰۱۷)



”جس نے اسلام میں کوئی لہجھا طریقہ شروع کیا۔“

کو اس حدیث کے سبب کے تناظر میں لیا جانے گا اور وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان مضر کے ان لوگوں پر صدقہ کی ترغیب دی تھی جو انتہائی شدید ضرورت اورفاقے کی حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس موقع سے ایک شخص چاندی کی ایک تھیلی لے کر آیا اور اس نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیا، تو آپ نے فرمایا:

«مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ شَيْئًا حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرًا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ» (صحیح مسلم، الزکاة، باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمر، ج: ۱۰، ص: ۱۰۷)

”جس نے اسلام میں کوئی لہجھا طریقہ شروع کیا، اسے اس کا اور اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرنے والوں کا قیامت تک اجر و ثواب ملتا رہے گا۔“

جب ہم نے اس حدیث کا سبب اور اس کا مضموم سمجھ لیا تو معلوم ہوا کہ نیا طریقہ شروع کرنے سے مراد اس کے مطابق عمل شروع کرنا ہے، اسے لہجھا کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ کسی عمل کا حکم تو اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے، لہذا اس حدیث کے معنی یہ ہوتے کہ جو شخص کسی سنت کے مطابق عمل کا آغاز کرے اور لوگ اس میں اس کی اقتدا کریں تو اسے اس سنت کے مطابق عمل کرنے کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کے اجر و ثواب کے برابر بھی اجر و ثواب ملے گا جو اس کے مطابق عمل کریں گے۔ اس حدیث کے متعین معنی یہی ہیں یا اس حدیث سے مراد اس فعل یا وسیلے کو اختیار کرنا ہے جس کے ساتھ عبادت ادا کی جاسکے اور پھر لوگ بھی اس فعل یا وسیلے کے اختیار کرنے میں اس کی اقتدا کریں، مثلاً: دینی کتب تصنیف کرنا، علم کے ابواب قائم کرنا، دینی مدارس بنانا یہ اور اس طرح کے دیگر کام کرنا جو کسی ایسے کام کے لیے وسیلہ بنیں جو شرعاً مطلوب ہو۔ جب انسان مطلوب شرعی تک پہنچانے والے کسی ایسے وسیلے کو اختیار کرے جس سے شریعت میں منع نہ کیا گیا ہو تو وہ بھی اس حدیث میں داخل شمار ہوگا۔

اگر اس حدیث کے یہ معنی مرا لیے جائیں کہ انسان جو چاہے شریعت میں لہجھا کر سکتا ہے، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں گویا دین اسلام مکمل نہیں ہوا تھا، لہذا ہر جماعت کو اپنا اپنا الگ طریقہ اور راستہ اختیار کرنے کی اجازت ہے، اس طرح کا گمان کر کے اگر کوئی شخص کوئی بدعت لہجھا دے اور اسے سنت حسنہ قرار دیتا ہے تو اس کا یہ گمان بے حد غلط ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس کی تکذیب کرتا ہے:

«كُلُّ بَدْعٍ ضَلَالَةٌ» (صحیح مسلم، الحجۃ باب تنقیف الصلاة والنخطب، ج: ۸، ص: ۸۶)

”ہر بدعت گمراہی ہے۔“

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ ارکان اسلام

عقائد کے مسائل: صفحہ 161

## محدث فتویٰ